قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

٤٨٦

چوں نص بالا دال است بر توقف تذکر و منہ التصوف بر حصول لب

یعنی العلم والتعرف۔ پس برائے تکمیل ایں ضرورت رسالہ

۵۶۳

التکشف عن مہمات التصوف

کہ ہم ذریعہ تکرم ست باین فن و تشرف، و ہم مزیل خشونت است در تقشف

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فی ظلہ عن

الملہف الآسف

حسب فرمائش محمد عثمان غفر لہ الرحمن مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

اطلاع: کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے جملہ تصانیف حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی ملتی ہیں۔

یہ وجود مشترک حال ہے تمام موجودات میں جو ظل یعنی فیضان ہے ایجاد حق کا یعنی حق تعالیٰ کا تعلق اس فیضان میں سب کے ساتھ یکساں ہے یہ نہیں کہ ان موجودات میں ایک طرح کا فیضان دوسرے موجودات میں دوسرے طرح کا جیسا اوپر ثابت ہوا کہ حصص وجود باہم مختلف بالحقیقۃ نہیں وہی ایک حقیقۃ واحدہ سب میں مشترک ہے اور مسئلہ وحدۃ الوجود کی ایک تقریر یہ بھی ہے اور مرجع اس کا بھی وہی ہے جو دیباچہ میں بیان کیا گیا ہے کہ جب سب حصص سے نظر مرتفع ہو جاتی ہے چونکہ وجود مطلق کا بدون مقید کے محال ہے لہذا اس وجود مشترک سے بھی نظر مرتفع ہوگی بس وجود واجب ہی نظر میں رہجاوے گا جب یہ امر ممہد ہوچکا تو اب سمجھنا چاہئیے کہ اوپر کے اشعار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طریق حق پر ہونا اور فرعون کا ناحق پر ہونا بیان کیا گیا ہے اس مناسبت سے بطور مقال الی التوحید حسب عادت خود اس مسئلہ کی تحقیق فرماتے ہیں کہ حسب اطلاق (یعنی وجود مطلق) صفبہ برنگ (یعنی متعین بوجودات خاصہ) ہوگیا تو ایک ہادی کو دوسرے ہادی سے خلاف و تمائز پیدا ہوگیا (جیسا ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام فروع شرائع میں مختلف ہیں گو وہ اختلاف محمود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ تمائز فی الوجود پر موقوف ہے) جب تم (ان وجودات متمائزہ کو نظر سے رفع کرکے) اسی اطلاق پر پہونچ جاؤ جو تم کو (مرتبہ ما بہ الاشتراک میں) حاصل تھا تو وہاں ہادی اور مضل بھی باہم مشترک و متحد نظر آویں گے (جیسا کہ ظاہر ہے مقصود اس سے ترغیب دینا ہے توحید پر کہ ان حوادث مختلفہ کے مشاہدہ پر نظر کو منحصر مت کرو ان سے نظر بالا لیجاؤ کہ وہاں مطلق سے بھی نظر بدر کر اصل علت یعنی ذات و صفات و افعال حق کا مشاہدہ میسر ہو

تحقیق علم آدم علیہ السلام و نفی علم محیط از انبیاء علیہم السلام

گفت واللہ عالم السر والخفی ۔۔۔ کافرید از خاک آدم را صفی
در سہ گز قالب کہ دادش وانمود ۔۔۔ ہرچہ در ارواح و در الواح بود
یاد داد شش لوح محفوظ وجود ۔۔۔ تا ابد انست آنچہ در الواح بود
تا ابد ہرچہ کہ از پس بود و پیش ۔۔۔ درس کرد از علم الاسماء خویش

غرض ابد (یعنی قیامت) تک جو کچھ اگلے پچھلے علوم ہیں وہ سب (اجمالا) اپنی تعلیم سے جو کہ اسما کے ساتھ متعلق تھی درس فرما دیئے (ابد کی تفسیر قیامت سے اسلئے کی گئی کہ ابد حقیقی معنی میں لامتناہی فی المستقبل ہے اور ممکن کو علوم غیر متناہیہ کا حاصل ہونا محال ہے اور سیوطی رحمہ نے بعض رسائل میں ایک حدیث لکھی ہے جس میں تصریح ہے کہ لوح محفوظ میں بھی قیامت تک کے احوال ہیں۔ اور اجمالا کی قید اس لیئے لگائی کہ ان اشیاء کا علم مفصل گو ممکن ہے مگر واقع نہ تھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو مثلاً یہ علم نہ تھا کہ ابلیس مجکو دھوکہ دیگا اور مثلاً وہ لفظ حارث کے معنے نہ جانتے تھے کہ براہ لغزش اپنے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھدیا

اور مثلاً یہ یاد نہیں رہا کہ میں اتنی عمر حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھا ہوں بس اس سے کسی کا یہ استدلال و استنباط کرنا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا علم محیط تھا تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو علم آپ سے زیادہ ہی ہے ضرور محیط ہوگا محض بے بنیاد ہو گیا حق یہ ہے کہ علم محیط بامور غیر متناہیہ خاصہ حق جل و علا شانہ کا ہے اور دوسرے کے لیے محال عقلی ہے اور قیامت تک کے محدود واقعات کا گو محال نہیں لیکن بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل قائل ہونا افترا علی اللہ ہے۔ اور ہمارے مراد علم الاسمار میں موجودات کے امہات خواص وصفات واصول وکلیات لغات ہیں پس وہ علم متناہی بھی تھا اور مجمل بھی خوب سمجھ لو اس سے بیشمار اشکالات مرتفع ہوگئے۔

رفع شبہ احتیاج واجب ظاہر الی المظہر الممکن

جود محتاج است خواہد طالبے	ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے

ف کیونکہ اگر سائل ومحتاج نہوں تو اسخیا کی سخاوت کس طرح ظاہر ہو اور اسخیا اس ظہور کے محتاج اس لیے ہیں کہ اس سے ثواب ملتا ہے اور اس احتیاج الی الظہور سے یہ شبہ مرتفع ہوگیا کہ خالق کی صفت جود کا ظہور بھی موقوف ہے وجود طالب پر وجہ ارتفاع یہ ہے کہ وہ خود محتاج ظہور نہیں لہذا توقف ظہور مستلزم احتیاج الی الخلق نہیں۔ خوب سمجھ لو۔

معنی اتصال واتحاد

جاننا چاہیے کہ اتصال واتحاد تین معنی پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ ایک معنی لغوی کہ دو چیزوں کی ذات کا ذاتاً ملجانا اور ایک ہو جانا یہ تو اللہ تعالی کی جناب میں محال عقلی ونقلی ہے اور قائل ہونا اس کا الحاد وزندقہ ہے دوسرے معنی اصطلاحی جسکو عینیت کہتے ہیں یعنی ایک شے کا متبوع اور محتاج الیہ وموقوف علیہ ہونا اور دوسری کا محتاج وتابع وموقوف ہونا ایسا علاقہ تمام مخلوق کو خالق کے ساتھ ہے جیسا ایک جگہ اسکی مفصل بحث آچکی ہے۔ تیسرے معنی عرفی یعنی محبیت ومحبوبیت کا تعلق خاص دو شخصوں میں ہوتا یہ علاقہ خاص مقبولان الہی کو اللہ تعالی سے حاصل ہے۔

شرح مضمون کنت کنزاً مخفیاً الخ بنہج غریب

گنج مخفی بُد ز پری جوش کرد	خاک را سلطان اطلس پوش کرد